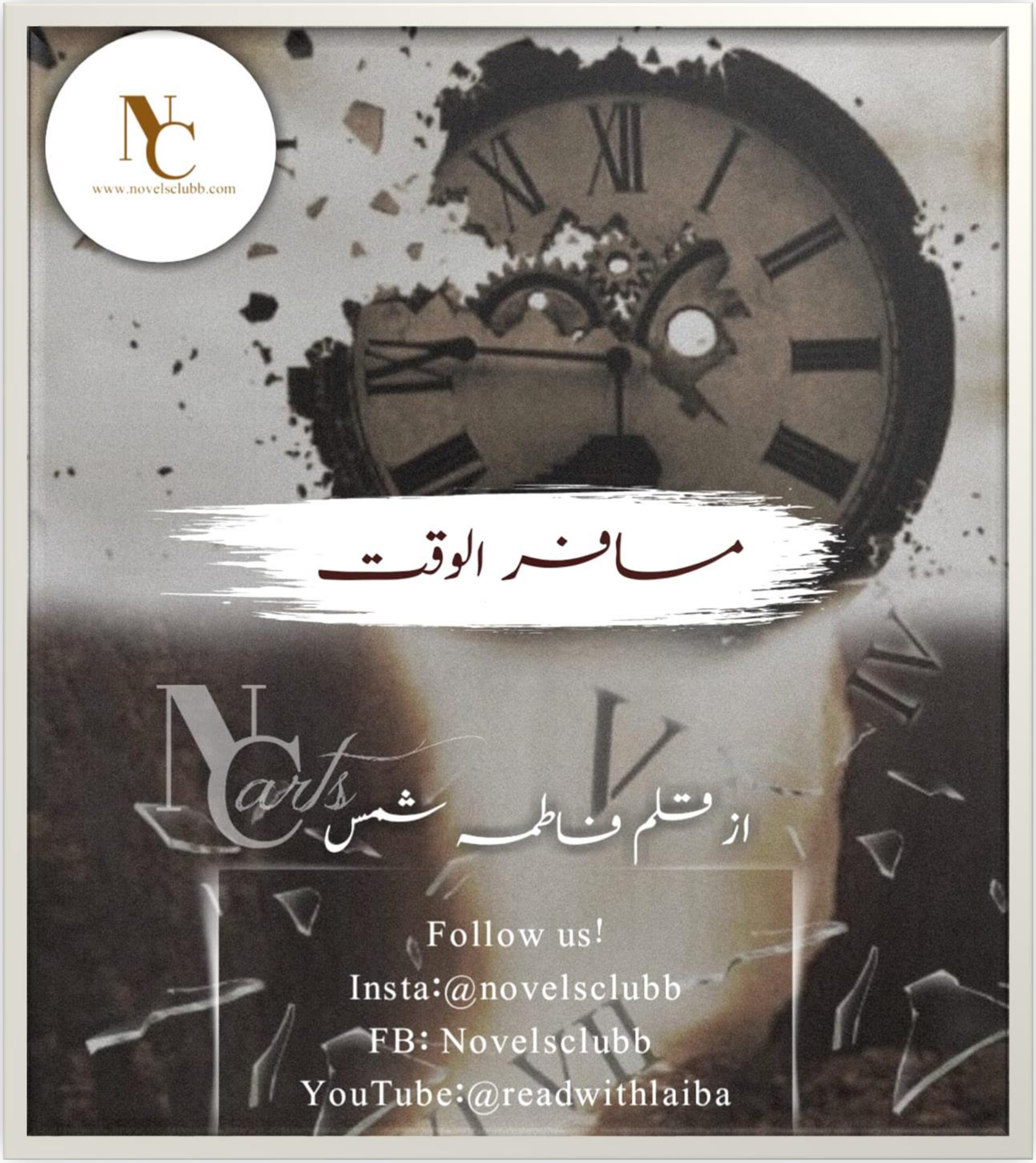
www.novelsclubb.com
مسافر الوقت
از قلم فاطمہ شمس
Follow us!
Insta:@novelsclubb
FB: Novelsclubb
YouTube:@readwithlaiba

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842

مسافر الوقت

از قلم

فاطمہ شمس

www.novelsclubb.com

باب الف

وہ اندھا دھند بھاگ رہا تھا،

دریاں پھلانگ، ٹوکرے ٹھوکر سے بکھیر

آس پاس چلتے ہوئے لوگوں کو دھکا دیتے،

اور سبزی کے تھال پرے دھکیلتے،

یہ ایک قدیم بازار کا منظر تھا۔

ٹریفک سے پاک مقدس ساشور لئے،

بھانت بھانت کی بولیاں،

فیقے چچا کی مچھلی آج تازہ تھی،ارد گرددر جن کہ لوگ کھڑے تھے،

ریماں مائی کے لہسن کو خریدنے بھی کچھ لوگ رکے ہوئے تھے،

جن کو وہ تقریباً دھکیلتے ہوئے آگے بڑھا۔

ذراسی ہڑبڑ مچی،فیجاں اماں کے اچار کی بالٹی میں مصالحے ملا تیل سارا کا سارا گر گیا۔

وہ ارے ارے کرتیں سر پہ ہاتھ دھرے جانے کیا کیا صلواتیں سنانے لگیں۔

مگر ان کی آواز پرے رہ گئی تھی۔

بھاگنے والا آگے بہت آگے رواں تھا۔

اگر تم اس کے برابر بھاگو، تو دور سے نظر آنے والا سیاہ لبادہ اصل میں اک لمبا سا پرنا

ہے، جسے چہرے پر ایسے لپیٹا گیا ہے کہ نقش، جنس اور بال سب اک معمہ ہیں۔

البتہ آنکھوں کی لمبی پلکیں ذرا سا نسوانی رخ دیتی تھیں۔

اب اس بھاگنے والے کو تم وہیں چھوڑ کر آگے آؤ،

ایسے کہ بازار کا وسطی حصہ ہے،

جس کی واحد رنگین دریچوں اور بالکونیوں والی عمارت کے نسبتاً سب سے بلند

دریچے پر

وہ سرخ ملا سفید پردہ لٹک رہا ہے۔

اس کی درز میں وہ کھڑی ہے، سیاہ چادر کو سر پر لپیٹ کر اک کونا منہ پر موڑ کر تھام

رکھے،

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کاجل سے مزین سیاہ آنکھیں بازار کی رونق پر جمائے۔

دفعتاً نظر بازار کا مقدس سکون تباہ کرتے اس سیاہ بھاگتے وجود پر پڑی تو آنکھیں

حیرانی سے پھیلیں،

چہرے کو ڈھکتا کنارہ ڈھلک گیا،

www.novelsclubb.com

اور ناک کی نتھلی، ہونٹ اور ٹھوڑی ظاہر ہوئے۔

پر اس کے چہرے پر توجہ طلب وہ گرہن کا نشان تھا۔

کسی ننھی بدلی سا سفید،

ناک اور دونوں آنکھوں تلے پھیلا،

بادل نما نشاں۔

آہستہ سے اس کے لب ہلے اور وہ بڑبڑائی

"Here you are, Traitor"

شہروں میں سے ایک شہر، اقبال نگری، سیالکوٹ کے کینٹونمنٹ میں واقع یہ کیفے

دی سولجرز کا منظر تھا۔ مرمریں گھاس پر کھڑے خزاں بھرے درخت اور ان کے

منظر کو مکمل کرتا وہ میز جس پر وہ چار لڑکیاں براجماں تھیں۔ سفید چاندی کی مہروالی

آنکھیں آج کاجل سے عاری تھیں، جبکہ ناک میں اک جدید سی لونگ پہنے وہ کسی

بات پر ہنس رہی تھی۔اس کے مقابل سیاہ عبایے والی صفاء فون پر سب کی تصاویر بنا

رہی تھی۔صفاء کے ساتھ، نیلی سٹرائیپس شرٹ میں بالوں کو اک طرف ڈالے،

عروہ کوئی واقعہ سنا رہی تھی، جس کو سامنے بیٹھی ارغوانی سوٹ میں مسکان، مینیو

میں سر دیے بظاہر نظر انداز کر رہی تھی۔

عروہ کے خاموش ہونے پر صفاء موبائل پرے رکھتے ہوئے پر جوش سی بولی۔

"تم لوگوں کی سب سے بڑی فینٹسی وش کیا ہے؟"

"رونالڈو کرکٹر ہوتا اور بابر اعظم اس کو آؤٹ کرتا"،

مسکان نے مینیو میں چہرہ چھپایا۔

"مسکان! خواہش پوچھی ہے، واہیات خواب نہیں" یہ عروہ تھی، مسکان کے

کرکٹ کریز کی اتنی ہی کریزی دشمن۔ وہ سب ہلکا سا ہنس دیں.

"بلیوں کے پر ہوتے"

صفاء نے مزے سے کہا، جس پر مسکان کوئی کھری سی سنانے ولی تھی جب وہ چاند کی

مہر چہکی۔۔

" Time travel"

وہ تینوں اس کو ٹھہر کر تکنے لگیں جو چمکتی آنکھوں سے کہہ رہی تھی۔"میری سب

سے بڑی فینٹسی خواہش وقت کا سفر ہے۔" پلکوں تلے چاند کا نشان چمکا۔

"اور وقت کا سفر کر کے کیا کرو گی؟!" صفاء نے برجستہ کہا۔

"کیا صرف یہ خیال ہی تم لوگوں کو پرجوش کر دیتا" دونوں ہاتھ باہم جوڑ کر میز پر

رکھے،" کہ تم وقت کی قید سے آزاد ہو جاؤ؟ جہاں جانا چاہو، جا سکو۔ پرانے وقتوں،

لوگوں، اجیال سے مل سکو؟"

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مسکان نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھا جو کہہ رہی تھی۔

"مجھے تو محض یہ خیال ہی دیوانہ کر دیتا ہے کہ کوئی ایسا طریقہ ہو کہ جس سے ہم

وقت میں واپس جا سکیں۔اور کتنے ہی ناگوار لمحے ہوں گے جو ہم کبھی نہ دہرانا چاہیں

گے، کتنی ہی مسکراہٹیں ہوں گی جو ہم دوبارہ جینا چاہیں گے!"

چمکتی آنکھوں سے وہ بولتی جا رہی تھی، کیونکہ یہی وہ لوگ تھے جن کے سامنے یسر

حمید قیصر یوں بولتی تھی۔

اس کے بات کرنے کے دوران اک ننھی گلہری، اچھلتی پھدکتی ان کے میز کے پاس سے گزری، منہ میں نہ جانے کہاں سے اک مونگ پھلی اٹھا رکھی تھی۔

مزے سے اچھلتی، ان کے میز کے عقب میں کھڑے برگد کے درخت پر جا چڑھنے لگی۔ زرد اور نارنجی پتوں میں ہلچل مچی، وہ بلند ٹہنی پر آ بیٹھی اور بڑے مزے سے پھلی ہاتھ میں لے کر کترنے لگی تھی کہ وہ پھسل کر یہ جا وہ جا، نیچے جا گری۔ بے چاری کا تو منہ ہی اتر گیا۔

دوڑتی ہوئی نیچے آئی،اور پچھلی کو تلاش کرنا شروع کیا۔مگر جب سر اٹھا کر دیکھا تو

منظر بدلا ہوا تھا۔

جدید کیفے کی جگہ اک پرانے طرز کی حویلی تھی، کرسیاں میز ندارد، مصنوعی گھاس

کے بجائے جگہ جگہ مٹی، سبزے میں عیاں ہورہی تھی۔

دور تک کھلا احاطہ اور اونچے نیچے درخت تھے، جن میں سے ایک پیپل کے درخت

تلے ایک سفید گھوڑا، لکڑی کی کھرلی میں گھاس کترتا ہوا دکھائی دیتا تھا۔اسی سفید

گھوڑے کے برابر، سلیٹی سی شلوار قمیص اور گلے میں سیاہ چادر لئے، گھوڑے کی

گردن سہلاتے شخص کی پشت نظر آتی تھی۔

اس کے انداز میں بے حد الفت تھی۔

دفعتاً گلہری کے پاس سے ایک بچی اچھلتی ہوئی گزری تو گلہری دوڑ کر مونگ پھلی

منہ میں ڈال، برگد پر جا چڑھی۔ پاؤں تک آتی گلابی لبادے میں وہ بچی اس نوجوان

کے پاس آئی 'اور دونوں چٹیا جھٹک کر اک ناز سے بولی

"راحب!"

گھوڑے کی گردن پر پھرتا اس کا ہاتھ رکا، وہ نوجون مڑا اور مسکرایا۔ گندم سی

آنکھیں، تراشی ہوئی داڑھی والا گندمی سا چہرہ، وہ بلاشبہ خوبرو تھا۔

گھٹنوں کے بل بیٹھا، اور وہ گلابی کلی اچھل کر اس کے پاس آئی۔

"اماں جان نے آج پھر ہمیں ڈانٹ پلائی ہے۔" وہ ساری دنیا سے خفا سی بولی تھی۔

"اچھا وہ کیوں؟" راحب کی مسکراہٹ لمحے میں بکھری۔

"ہم نے مدرسے کا کام مکمل نہ کیا تھا اور ساتھ یہ بھی کہہ بیٹھے کہ 'راحب سے

کروائیں گے 'بس پھر-" کندھے اچکائے اور ہونٹ لٹکائے۔

www.novelsclubb.com

"پھر راحب کہہ رہی ہیں! ہزار مرتبہ کہہ چکے ہیں کہ 'راحب چچا' پکارا کریں۔ مگر

خدا کی پناہ ہے جو آپ ذرا سا بھی سیکھ جائیں!" دور سے ہی برے تیور لئے اک

سرمئی سوٹ چادر میں لپٹی خاتون آئی تھیں۔

کان کی لو مسلتا راحب اٹھ کھڑا ہوا، اور جنابہ نے سینے پر ہاتھ باندھ منہ پھیر لیا، وہ

خاتون اب قریب آ کھڑی ہوئی تھیں۔

ان کے قریب آنے پر راحب نے سر ترچھا کیے "سلام سکینہ پر جائی" کہا جس کے

جواب میں سکینہ نے اس کے سر پر ہاتھ رکھے 'وعلیکم السلام' کہا اور اس سے مخاطب

ہوئیں۔

"جانتی تھی میں کہ ان کو جو کچھ کہا، اماں بی تو گھر ہیں نہیں، سیدھا حویلی کو آئیں

گی۔"

راحب نے اک نظر بھابھی پر ڈالی اور دوسری اس ننھی "مجھ سے بات مت کریں"

ٹکیا پر۔

"رقیہ شمس الدین!" سکینہ نے زرا رعب سے اس کا نام لیا، جس پر وہ مڑی تو

راحب سی آنکھوں میں بڑے بڑے موتی تیر رہے تھے، ہونٹ الگ کانپ رہے

تھے۔

"ہم نے آخر کیا ہی کیا ہے؟" بھرائی آواز میں رقیہ چند قدم دور ہٹی۔

"ہم معصوم کھیلنے کی عمر کے ہیں اور ہمیں مدرسے والے اتنا زیادہ کام" ——----

دونوں ہاتھ پھیلائے ——---- "دے دیتے ہیں۔ ہاتھ دکھنے لگتے ہیں۔" ------

مصنوئی ہچکی لی ——------ "کاش ہم وقت میں آگے چلے جاتے اور راحب۔"

چور نظر سکینہ پر ڈالی اور کڑوا سا بولی۔"راحب چچا کے جیسے ہو جائیں۔اونچے لمبے

اور پڑھے لکھے۔"

پھر آنکھیں پٹپٹائیں"کم از کم تختی تو دھونی نہ پڑے گی!"

اور زار زار رونے لگی۔

راحب سفید سا چہرہ لئے،اس کے رونے پر یک دم آگے بڑھا اور اس کو اٹھایا۔سکینہ

بھابھی چند لمحے تو اس کے مکر دیکھتی رہیں،اور پھر بے یقینی سے گہری سانس لیتے

ہوئے آگے بڑھنے لگیں کہ راحب بولا،

"پر جائی، میں اس کو چپ کروا کر لاتا ہوں۔آپ بے فکری ہو کر جائیں"

حویلی کی دیوار سے سکینہ کا اوجھل ہونا تھا کہ رقیہ کی بھاں بھاں رکی۔راحب کے

کندھے سے لگی وہ چار سالہ بچی کھلکھلا کر ہنسی اور اتر کر گھوڑے کی جانب بھاگ

گئی۔

پیپلی پر بیٹھی گلہری نے مونگ پھلی کا آخری ٹکرا کترا اور افسوس سے اسے دیکھا جو

اب گھوڑے کے ارد گرد بھاگ

رہی تھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

www.novelsclubb.com

پھٹ پھٹ کرتا رکشا سیالکوٹ کے گوہد پر بازار کی سنار گلی میں آکر رکا اور اس کے

دروازے سے بھورے بوٹ جینز اور بھوری سی شرٹ پر سیاہ دوپٹہ سنبھالتے

ہوئے وہ باہر نکلی اور رکشے والے کو پیسے ادا کرتے ہوئے اندر کو بڑھ گئی۔

مکان پرانے طرز کا ”شفیع منزل“ کا تختہ لیے تین منزلہ تھا، ایسے کہ درمیان میں

صحن اور تین طرف پورشن جبکہ چوتھی جانب داخلی دروازہ تھا جس سے وہ ابھی

ابھی اندر آکر کھڑی 'جامد ہوگئی تھی۔ سامنے کا منظر ہی کچھ ایسا تھا۔

صحن کے وسط میں پڑے تخت پر ایک بھیڑ لگی تھی۔ سر پر پٹی باندھے بڑے ماموں

کے چھوٹے بیٹے کو گھر کی بڑی سے لے کر چھوٹی، تمام خواتین گھیرے بیٹھی تھیں

کوئی پنکھی لیے ہوا جھول رہا تھا۔ تو کوئی ہلدی ملا دودھ پینے کے پچکارے دلار رہا تھا۔

اس کی نظر جو یسر پر پڑی تو سیدھا ہو کر بیٹھا اور نا محسوس انداز سے (جو کہ بہت

محسوس ہو رہا تھا) بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"یسر آپی قاسم بھائی کو چوٹ لگی ہے" بڑے ماموں کی چھوٹی بیٹی عینک اور گڑیا

سنبھال 'دور سے ہی چہکی۔ یسر نے محض سر ہلایا اور دائیں پورشن کی جانب بڑھ

رہی تھی کہ کانوں میں آواز پڑی۔

"ہزار مرتبہ کہا ہے کہ ان بے مرادوں کی گلی تک نہ تکنے جایا کرو" یہ مبین ممانی

تھی چھوٹے ماموں کی بیوی اور قاسم کی اماں "مگر میرا بچہ تو سیدھا سادہ سا ہے

۔ہائے ان بدبختوں نے میرے معصوم کا کوئی حال نہ چھوڑا۔۔۔۔----"

مبین بیٹے کے چہرے پر بکھرتے رنگ دیکھ کر بولتے رکیں۔یسرا الٹے پاؤں

واپس اس کے قریب آکھڑی ہوئی تھی

"تم شہاب پورہ سے پٹ کر آرہے ہو؟"

وہ بڑی ہمدردی سے بولی تھی پر قاسم تو بیچارا سرخ ہی ہو گیا۔ مبین ممانی نے الگ

پہلو بدلا اور بچوں نے اپنی کھی کھی بڑی مشکل سے روکی یہ بھلا خاک ہمدردی تھی۔

یسر نے ایک نظر سر تا پیر اس پر ڈالی۔

سر پر ماتھے کے قریب پٹی بندھی تھی جس پر دائیں کان کے پاس سے پائیوڈین نظر

آ رہی تھی۔ چہرہ سرخ اور کپڑوں پر لگی جا بجا مٹی، وہ اچھی خاصی تواضع کروا کر آیا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتی بڑی ممانی گھٹنوں پر ہاتھ رکھے اٹھیں اور اونچی

آواز میں بولیں:

"ارے ان کو شرم کہاں! ہمارے ہی نصیب کمزور ہیں جوان قاتلوں کا خاندان ہمارے پلے پڑ گیا ہے دو جنازے تو پہلے اٹھے ہیں....اب تیسرا ہمارے حواسوں پر سوار ہے، ہمارے تو اچھے بھی برے ہیں بھئی۔"

وہ بڑبڑاتی جا رہی تھیں اور یسر کا چہرہ سفید پڑتا جا رہا تھا۔دیکھتے ہی دیکھتے گھر کی تمام عورتیں سوائے چھوٹی ممانی کے اندر کو بڑھ گئیں۔ قاسم بڑی فکر مندی سے یسر کو تک رہا تھا جواب سر جھکائے کھڑی تھی۔

مبین ممانی کو ہاتھ میں پکڑا ہلدی دودھ اب یاد آیا قاسم کے ہاتھ میں دیا جو اس نے

منہ بنا کر پرے رکھ دیا۔

اسی جھکے سر سے یسرا اس کے پاس بیٹھی اور بولی "میں معذرت چاہتی ہوں ممانی"

اور پھر ٹھہر کر کہا "میں معذرت چاہتی ہوں قاسم" اور ایسی تیز بھاگی کہ نظر نہ آئی

"ناں تو ان کی معافی سے کیا ہو گا سارا قصور ہی تو ان کا ہے۔۔" ان کی بات کو قاسم

کے اونچے سے (ام۔ ّاں) نے ٹوکا تھا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

شفیع منزل کے رہنے والوں کو یسر سے اس طرح کی معافیاں منگوانے کی عادت

تھی۔

"آپ اماں جان سے کہیں گے نا کہ وہ ہمیں اب نہیں ڈانٹیں گی"

وہ کوئی تیسری بار پوچھ چکی تھی گھوڑے کے ساتھ چلتا راحب مسکرایا تو ہونٹوں کے

دونوں طرف آدھے چاند سے ابھرے۔

"ہاں ہاں کہہ دوں گا آپ کی والدہ کو کہ آپ کو ڈانٹ مت پلایا کریں، کیونکہ—"

اس کے جملے کو کاٹ کر۔"ہم تو صرف چھوٹے سے بچے ہیں"رقیہ فوراً چہکی تھی۔

حویلی سے چند کوس دور ہی ایک لمبی دیوار اور گھنے درختوں کی باڑ نظر آتی تھی۔دور سے معمولی نظر آنے والی قریب آنے پر،اندر کی سرخ و سفید جھلک مکان کا رعب ظاہر کرتی تھی۔مغلیہ طرز اور سکھ مصوری کا املغم،ملکوں کا ڈیرا ایک خوبصورت مکان تھا۔

دریچوں اور ستونوں سے مزین برآمدہ اور ایک شاہی گیٹ جہاں چند لوگوں کی بھیڑ

لگی ہوئی تھی۔داخلی روش پچاس میٹر کے لگ بھگ تھی جس کو باریک اینٹوں کو

زمین میں چن کر بنایا گیا تھا۔اس کے دونوں جانب پھلواریاں اور گھاس تھی۔اور

اسی روش پر گھوڑے کی ٹپ ٹپ میں سوار رقیہ اور باگ تھامے راحب آرہے

تھے۔

داخلی دروازے پر کھڑے لوگوں نے مڑ کر اسے دیکھا۔ایک لمبی مونچھوں والا سر

کے بالوں سے عاری شخص آیا اور سرمے سے لدی آنکھیں مٹکائی۔

www.novelsclubb.com

"ملک صاب (صاحب) آپ کو یہ لوک (لوگ) بلانے ائے ہیں"

راحب رقیہ کو اتار کر کھڑا کر چکا تھا۔اس کی انگلی تھامے داخلی دروازے میں لگی

بھیڑ کو چیرتے ہوئے آگے گیا اور اندر ملازمہ کے حوالے کر کے جو پلٹا تو بدلا بدلا سا

تھا۔شانے چوڑے، چہرہ سپاٹ،اس نے بڑے سنجیدہ انداز میں پوچھا۔

"جی!راحب سراج الدین آگیا بولیے؟"آس پاس کھڑے لوگ پہلے خاموش

ہوئے اور پھر دباد باسا"سلام ملک صاحب،سلام ملک صاحب"ابھرا تھا جس پر

اس نے محض سر ہلایا۔

"ملک صاحب آپ کی مدد کی ضرورت ہے۔ عسکری اصطبل میں ایک گھوڑا بے

قابو ہوگیا ہے۔ رسیاں تڑوا، ملازموں کو زخمی کر، وہ جنگل کو بھاگ رہا ہے۔ شہر کے

سارے ماہر بلا ڈالے ہیں مگر بے سود!"

اک شخص بولا۔

"کس کا گھوڑا ہے؟"

اس نے تیزی سے بات کاٹی تھی جس پر خاموشی چھائی رہی۔ وہ جواب طلب

نظروں سے سب کو تکتا رہا۔ ایک دوسرا آدمی بولا

"عسکری ہے صاحب مگر افسر کا خاص محبوب جانور ہے"

اور باقیوں نے سر حمایت میں ہلائے۔

راحب کو نہ جانے کیوں لگا کہ وہ بھیڑ اس سے کچھ چھپا رہی ہے۔اس نے مزید سوال

پوچھے بغیر ان کو "مجھے لے چلیں" کہا اور اپنے گھوڑے کی جانب بڑھ گیا۔

تھوڑے ہی وقت میں وہ عسکری اصطبل میں موجود تھے۔ایک جانب لکڑی کے

شیڈ تلے بیک وقت 30 سے 40 گھوڑے بندھے تھے اور ان سے دور لکڑی کی باڑ

کا بنا گول دائرہ جس میں ٹانگ اور گردن پر متعدد رسیاں باندھے اک سیاہ گھوڑے

کی پشت نظر آتی تھی۔

ان لوگوں کا گروہ تو موجود ہی تھا در جن بھر فوجی بھی آکر اس گھوڑے کے نئے

تماشے کو دیکھنے کھڑے ہو گئے تھے۔راحب ان سب کو پرے چھوڑتے اپنے

گھوڑے پر سوار سیاہ گھوڑے کے عین سامنے آیا اور اپنے گھوڑے کی گردن کو

سہلانے لگا پھر اس پر بیٹھے بیٹھے ہی اس کے کان کے پاس چہرہ جھکائے کچھ بڑبڑانے

لگا۔

سیاہ گھوڑا جو پہلے پہل نظر انداز کر رہا تھا چاروں نہ چار، ارد گرد در جنوں دم بخود

انسانوں کی طرح، سامنے سفید گھوڑے پر بیٹھے اس عجیب انسان کو گھورنے لگا۔

راحب نے کنکھیوں سے جب اپنے مقصد کو متوجہ پایا تو ہلکی سی آواز میں بڑبڑاتا ہوا

اترا۔

ایک مرتبہ گھوڑے کی گردن سے لے کر ناک تک ہاتھ پھیراا ور پھر بہت آہستہ

سے اس کی کاٹھی کھول، لگام اتار کر ایک آواز سے دور پھینکی۔ جس پر دو درجن

حاضرین اور ایک عدد متجسس سا گھوڑا ضرور اچھلے تھے!

اب راحب کے پاس وہ سفید گھوڑا کسی بھی قسم کی رسی کے بغیر کھڑا تھا۔ راحب نے

مسکرا کر براہ راست سیاہ گھوڑے کو دیکھا جس نے ہڑبڑا کر گردن پھیری اور ناک

بسورا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

مگر اگلا لمحہ اس سیاہ گھوڑے سمیت ان دو درجن انسانوں کے منہ کھولنے کے لیے

کافی تھا۔

دونوں ہاتھ ہوا میں بلند کیے راحب الٹے قدم اپنے گھوڑے سے دور ہوا آنکھیں

موندے اس کے سفید گھوڑے نے اس کو قریب موجود نہ پا کر اس کی جانب قدم

بڑھائے اور اپنا سر کسی (hug) ہگ

کی صورت میں اس کے کندھے سے ٹکا دیا

سیاہ گھوڑے نے باقاعدہ ایک بے یقینی بھری آواز نکالی تھی جس کے جواب میں

راحب کے گھوڑے نے اس کے کندھے پر سر رکھ کے ایک پر سکون ساہنکارہ بھرا

تھا۔

راحب بے اختیار مسکرایا اور اس کی گردن پر ہاتھ پھیر کر بولا تھا

"بالکل میں بھی میرے دوست میں بھی۔"

اور اس کو تھپک کر ایک نظر سیاہ گھوڑے کو دیکھا۔

اب اصل امتحان شروع ہوا چاہتا تھا

وہاں کھڑے ہر شخص نے سانس روک لی تھی۔وہ ہاتھ بلند کیے سیاہ گھوڑے کی

آنکھوں میں آنکھیں ڈالے لکڑی کی باڑ کے قریب آیا اور ایک ایک کر کے اس کی

ساری رسیاں کھول دیں۔

پھر اندر کودا اور منہ سے عجیب سی آوازیں نکالتے ہوئے گھوڑے کے قریب بڑھا۔

دو بازوؤں کے فاصلے پر رکا اور ایک ہاتھ محتاط سے انداز میں اس کے چہرے کے

برابر ہوا میں ٹھہرا دیا۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

سیاہ گھوڑا پہلے ہنہنایا پھر رک کر اس کو دیکھنے لگا۔

(قریب کھڑے سفید گھوڑے نے ذرا غصے بھرا ہنکارا جو بھرا تھا)

پھر وہ ایک قدم آگے آیا

اس کی پچھلی چھ دن کی لگی چوٹیں سہلاتے ہوئے فوجیوں نے منہ پر ہاتھ رکھے تھے

ملک صاحب تو گئے کوئی بڑبڑایا

عین راحب کے ہاتھ کے قریب منہ کیے سیاہ گھوڑا حلق کے بل ہنہنا کر اگلی دونوں

ٹانگیں اٹھائے کھڑا ہو گیا تھا

لوگ دور ہونے کے باوجود دور ہٹے

ایک دو نے تو ملک صاحب کی پکار لگائی مگر وہ ماں کا لال بے ہوا میں اگلی ٹانگیں بلند

کر کے لہراتے سیاہ درندے کے سامنے ویسے ہی کھڑا رہا۔ چہرے کی مسکراہٹ میں

رتی بھر بھی کمی نہ ہوئی تھی

سیاہ گھوڑا پیچھے ہٹا اور پوری رفتار سے سارے دائرے کا چکر لگاتے راحب کی جانب

روانہ ہوا تھا۔

اب تو فوجیوں نے باقاعدہ انگلیاں دانتوں میں دبائی تھیں۔

ممکن تھا کہ وہ راحب سے ٹکرا جاتا کہ سفید گھوڑے نے آسمان پارہ کرتی ہوئی آواز

پیدا کی۔

سیاہ گھوڑا راحب سے بالشت بھر کے فاصلے پر جامد ہو گیا (بیچارہ سہم ہی تو گیا تھا)

یہ عجیب ہم جنس تھا جو اس انسان کی طرف داری کر رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

اب کے راحب نے ایک محتاط سا قدم اس کی جانب بڑھایا۔بے حد آہستہ سے اس

کی گردن پر ہاتھ پھیرا۔کئی دنوں کی مشقت اور بھاگ دوڑ سے اس کے بال الجھ چکے

تھے۔وہ نرمی سے اس کی گردن پر ہاتھ پھیرتے ہوئے بال سہلانے لگا۔

آنکھوں میں حب بھرے اس کو تک رہا تھا جب مجمعے میں حیرانی اور خوشی ملے

نعرے ابھرے

راحب بھی صرف ایک لمحے کے لیے جم گیا اور پھر کھلکھلا کر ہنسا تھا۔سیاہ گھوڑے

نے اپنا سر اس کی گردن پر گرایا اور ایک نرم سا ہنکارا جو بھرا تھا۔

راحب کا گھوڑا بھی کہاں خاموش رہتا ناراضی میں دور جا کھڑا ہوا۔

www.novelsclubb.com

راحب گردن گرا کر ہنستا رہا اور پھر گھوڑے کی گردن سہلاتے ہوئے اس کے

کان میں کچھ بڑ بڑاتا رہا۔دور کھڑے دو مسکراتے فوجیوں نے ایک ناز سے کہا تھا

"یہ ہے ملک راحب سراج الدین!"

پاس ایک شخص آ کھڑا ہوا تھا جس کی ہلکی بڑبڑاہٹ کسی نے نہ سنی تھی:

The horse whisperer

www.novelsclubb.com

"تم پریشان ہو! سب ٹھیک ہے؟"

اس نے کوئی تیسری بار پوچھا۔ برابر کی سیٹ میں بیٹھی یسر نے آئس کریم منہ میں ڈالی اور عجیب سا بولی۔

"ہاں میں ٹھیک ہوں!"

صالح کو پھر بھی اطمینان نہ ہوا تھا۔ وہ اس کا تایازاد کم بڑا بھائی زیادہ تھا۔ اس کے دادا کے خاندان سے جڑی واحد کمزور سی کڑی، جو صرف اپنی کوششوں کے باعث یسر کا اعتماد جیت پایا تھا

آئز ٹیک icetech کے سامنے پارک کالی سوک میں وہ ان کا سگنیچر فلیور کھا رہی

تھی۔صالح تو رہا فٹنس فریک مگر یسر کو ہر مہینے کے اخروی سنڈے آئس کریم کھلانا

اس نے ایک معمول بنا رکھا تھا۔

"اچھا میٹ اپ کیسا گزرا؟"

اس نے اپنی طرف سے پھر بات شروع کی۔عام دنوں سے ہٹ کر یسر آج

خاموش تھی اور صالح کو بات شروع کرنا سب سے مشکل لگتا تھا

"اچھا۔بہت اچھا۔"

وہ ایک اور چمچ منہ میں گھولتی بولی پھر خالی کپ پرے رکھا اور کھڑکی سے باہر تکنے

لگی

"اگر بچہ نشہ کرتا ہو تو ماں کو کیسا محسوس ہوتا ہے؟"

انداز گم صم سا تھا صالح ٹھٹکا ضرور مگر بڑے سنجیدہ انداز میں بولا

"اذیت محسوس ہوتی ہے درد، بے پناہ درد، بے بسی محسوس ہوتی ہے"

وہ ٹھہر ٹھہر کر بولا تھا

"اسی لیے میں نے معذرت کرلی تھی"

وہ مزید اتراہوا منہ لے کر بولی۔صالح بس اس کو دیکھ کر رہ گیا

"ڈونٹ ٹیل می یو۔۔۔۔"

وہ بولا ہی تھا کہ یسر نے ناک چڑھا کر ''اوکمان گرینی'' کہا۔

www.novelsclubb.com

اور پھر کھڑکی سے باہر دیکھا

"چھوٹے ماموں کا چھوٹا بیٹا قدیر، قدوس قاف سے پتہ نہیں کیا نام ہے اس کا

۔۔۔"وہ الجھی تھی

" قاسم۔" صالح نے گہری سانس لی

"ہاں قاسم وہی۔" وہ بڑبڑائی " وہ نشہ کرتا ہے اور میں اس کی اماں کو بتا بھی نہ سکی،

شاید وہ اس کو معاف نہ کریں، شاید اس کی وجہ سے ڈسٹرب ہو جائیں یا شاید ان کو

فٹس دوبارہ ہو جائیں۔۔"

وہ صالح کو کم خود کو زیادہ سنا رہی تھی۔

"وہ ماں ہے یسر وہ معاف کر دیں گی"

صالح بس اتنا بولا اور گاڑی سٹارٹ کی۔

ماں، معاف بہت سے لفظ یسر کے ذہن میں الجھ رہے تھے وہ بظاہر کھڑکی سے باہر

دیکھ رہی تھی مگر اس کا ذہن الجھ الجھ کر کچھ بن رہا تھا وہ سنبھلی تب جب سڑک

تھوڑی جانی پہچانی لگی گردن موڑے بغیر ہی اس نے ہلکا سا نو کہا تھا

سٹیرنگ ویل پر صالح کی گرفت مضبوط ہوئی مگر وہ ضبط کرتا ہوا ایل ون میں داخل

ہوا اور یوٹرن کاٹا

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"بٹ یو پرومسڈ می نومبر!"

وہ سپاٹ سا بڑبڑایا۔

"آئی نو بٹ آئی ایم ناٹ ریڈی!"

"آئی ایم سوری" وہ بہت دھیما بولی۔

صالح نے ایک گہرا سانس لیا اور پھر گلے سے موٹی آواز نکال کر کارٹون کی نقل میں "کوئی بات نہیں کہا" جس پر وہ کھلکھلا کر ہنستی گئی۔

www.novelsclubb.com

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یسر حمید قیصر اس کا خاندان تھی اور خون ہر رشتے پر مقدم ہوتا ہے انکار پر بھی اقرار

پر بھی۔

www.novelsclubb.com

یسر کو گھر چھوڑ کر صالح کی کالی سوک اب شہاب پورہ کے مشہور علاقے میں ایک

گلی سے اندر داخل ہو رہی تھی۔ تیسرے نمبر والی کوٹھی کے سامنے وہ آ کر رکی اور

ہارن بجایا۔ دروازہ دوڑ کر ایک سفید بالوں والے بزرگ نے کھولا۔ گاڑی اندر آئی

اور دو انگلیوں میں چابی گھماتے ہوئے وہ گاڑی سے باہر نکلا، مسکرا کر ان بزرگ سے

حال احوال دریافت کرتے ہوئے اندر بڑھ گیا۔

یہ آٹھ مرلے کا گھر تھا۔ جس میں سامنے کے دو مرحلے میں ایک جانب چھوٹا سا

لان اور دوسری جانب ڈرائیونگ روش بنی تھی۔ داخلی دروازے سے اندر صالح

www.novelsclubb.com

بڑھتا ہوا نظر آرہا تھا۔ سرمئی رنگ پر گہری بھوری لکڑی کے امتزاج میں کام ہوا تھا

۔

بیرونی لاونج کو پار کرکے وہ سیدھا کچن تک آیا اور کھڑے کھڑے پانی کی بوتل کو

منہ لگایا۔ دفعتاً۔ کندھے پر چپت رسید ہوئی تو مڑا۔ بھورے بالوں اور جدید سے

سوٹ میں ملبوس ایک خاتون ماتھے پر بل ڈالے اسے دیکھ رہی تھیں۔

پھر ابرو سے ساتھ پڑے کاؤنٹر چیئر کی جانب اشارہ کیا۔ صالح ویسے ہی چہرے سے

لگی بوتل لیے بیٹھا اور پانی پی کر ایک طرف رکھی۔

NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"وعلیکم السلام میں کافی پیوں گا وہ بھی سٹرانگ سی"

وہ شاید ہر وقت مسکراتا رہتا تھا کہہ کر سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا پیچھے کھڑی خاتون

اونچا سا بڑبڑائی تھیں

"باہر سے آکر سلام لیتے ہیں، پانی بیٹھ کر پیتے ہیں 28، کا ہو رہا ہے مگر اس کو ہر بار

بتانا پڑتا ہے۔" صالح پھر بھی سیڑھیاں چڑھتا رہا

چند گھنٹے بعد جو وہ خالی مگ تھامے نیچے آیا تو گھر میں خاموشی تھی۔اس کے والد حامد

قیصر اور والدہ تحریم حامد دونوں سرجن ڈاکٹرز تھے اور ان کی زندگی کا سنہری اصول

نمبر 15 رات گیارہ بجے ہی یا اس سے قبل سو جانا تھا۔

صالح سے چھوٹا عدن حامد میڈیکل کالج میں تھا اس لیے وہ راولپنڈی ہوا کرتا تھا۔

گھر میں صرف اس کے والدین، دادا اور وہ رہتے تھے،

ان کے دروازے پر آکر رکا۔اس نے گھڑی پر نظر ڈالی جو دو کا ہندسہ ظاہر کر رہی

تھی۔دروازے کا ہینڈل تھامے اس کی مسکراہٹ بے اختیار سمٹی۔

وجہ اندر سے آتی آوازیں تھیں

"کوئی سراغ نہیں۔۔کوئی تعلق نہیں۔۔ہم ہر جگہ تلاش کر چکے ہیں ہر جگہ پتہ کر چکے ہیں۔کسی کو کچھ معلوم نہیں،سچ تو بس خدا جانتا ہے یا پھر وہ جو اس سب کا ذمہ دار ہے"

www.novelsclubb.com

عجیب سی آواز تھی مردانہ مگر بیٹھی ہوئی جیسے کوئی بہت زیادہ چیخا ہو

"ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟" دادا الجھے تھے۔ "کاش میں اتنا بے بس نہ ہوتا، کاش میرا حمید یہاں ہوتا"۔ ان کی آواز بھرا گئی تھی۔

"آپ فکر مت کرو صاحب، ہم آخری سانس تک اس کو ڈھونڈ نکالیں گے۔ ہماری تلاش اور آپ کا انتظار رائیگاں نہیں جائے گا۔۔۔"

وہ شخص بولا تھا

www.novelsclubb.com

پھر کرسی گھسیٹنے، لکڑی کے چٹخنے کی آواز پھیلی۔۔صالح الٹے قدم چلتا ہوا، کچن کی

دیوار کی اوٹ میں ہوا، اسے دیکھنا تھا آخر کون رات کے دو بجے اس کے گھر میں

موجود تھا۔

"تھپ، تھپ تھپ " وہ شخص یا تو برہنہ پاؤں تھا یا کوئی عجیب جوتا پہنے ہوئے

تھا، ٹائلز پر چلتے ہوئے باقاعدہ شور پیدا ہو رہا تھا۔

"رب راکھا!" کچن کی دیوار کی اوٹ میں کھڑے صالح نے دروازے کے ہینڈل کو

گھومتے ہوئے دیکھا۔

ایک آواز سے دروازہ کھلا

اور دور کھڑے صالح کے رونگٹے تک کھڑے ہو گئے

جب دروازہ خالی ہوا میں جھول کر

خود بخود بند ہوا

اس کی ریڑھ کی ہڈی میں ایک کے بعد ایک لہر گزر رہی تھی

ایک شخص جس کے بولنے چالنے

www.novelsclubb.com

چلنے پھرنے کی آواز

وہ چند قدم کی دوری پر سن سکتا تھا

اس کی آنکھوں کے سامنے

سالم ہوا میں

محلول ہو گیا تھا۔

www.novelsclubb.com

جاری ہے

باقی اگلے ماہ انشاءاللہ

www.novelsclubb.com